(رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۵)

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

الہام حضرت مسیح موعود

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۳ جولائی سنہ ۱۹۱۷ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ | نمبر (۱)

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت اولوالعزم مسجد اقصٰی میں نماز ظہر و عصر کے درمیان قریباً چھ رکوع روزانہ درس دیتے ہیں۔ حضور پہلے آیت کا ترجمہ فرماتے ہیں بعد میں تفسیر۔ خدا تعالےٰ احباب کو قرآن پاک سے متمتع ہونے کی توفیق دے ؛

بیرونجات سے بہت تھوڑے احباب رمضان کے درس قرآن سے مستفید ہونے کے لئے دارالامان میں تشریف لائے ہیں ؛

رمضان کے پہلے ہفتہ میں سخت گرمی اور تپش رہی لیکن بعد میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ اب نہ وہ گرمی ہے نہ تپش جسکے باعث روزہ کوئی تکلیف نہیں دیتا ؛

اخبار احمدیہ

لنڈن میں ضرورت عنوان بالا کے ماتحت ۱۴ جون کے پرچہ میں جو جناب مفتی محمد صادق صاحب نے بعض ریویو کی گذشتہ جلدوں اور فروری ۱۹۱۶ء کے پرچہ کی ضرورت کے متعلق لکھا تھا۔ برادر مکرم منظور علی صاحب سب انسپکٹر تھانہ سرتھا ضلع جونپور اطلاع دیتے ہیں کہ آپ نے فروری ۱۹۱۶ء کا پرچہ مفتی صاحب کے نام روانہ کر دیا ہے۔ جزاہ اللہ۔ دیگر برادران جنکے پاس ریویو کی گذشتہ مجلدات ہوں۔ مطلوبہ جلدیں لنڈن بھیجکر ثواب حاصل کریں ؛

درخواست اخبار ایک صاحب محمد گوہر نامی مبارکپور ضلع اعظم گڈھ سے ایک درخواست بھیجتے ہیں کہ اسے شائع کر دیا جائے۔ آپ کو حضرت اقدس کے بعض حالات معلوم ہوئے۔ اور دل میں تحقیق کا شوق پیدا ہوا۔ لکھتے ہیں کہ بوجہ ناداری میں سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر نہیں منگوا سکتا کوئی صاحب انکے نام چھ مہینہ کے لئے الفضل جاری کرا دیں۔ خدا تعالےٰ سے اجر پائینگے ؛

دعائے صحت صاحبزادہ غلام دستگیر صاحب برق قادری چشتی الحسینی سجادہ نشین و آنریری سکرٹری دائرہ الصوفیہ کبرور بہاولپور لکھتے ہیں کہ آپکو سلسلہ احمدیہ سے دلی انس ہے آپ کچھ عرصے سے بیمار ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور اور احباب احمدیہ کی خدمت میں درخواست دعا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو صحت دے۔ اور حضرت مسیح موعود کے قبول کرنیکی توفیق

نیز برادر حشمت اللہ صاحب پوسٹل کلرک انبالہ چھاؤنی سے اپنی اہلیہ کے بیمار ہونے کی اور بی۔ محمد امین صاحب کلرک اپنا اپنے برادر بابو گل محمد صاحب احمدی کے مرض کھانسی وغیرہ میں

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس کا دیان میں چھپا)

نظم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سلک الدرر

یعنی

قصیدہ غیر منقوطہ

(از رشحات خامہ جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی)

یہ قصیدہ مسجد اقصیٰ میں ۲۹ جون ۱۹۱۷ء کو بعد نماز عصر دربار خلافت میں مولوی ظل الرحمٰن صاحب بنگالی نے کھڑے ہو کر خوش آوازی سے پڑھ کر سنایا۔ احباب آپ پڑھیں۔ اور مولانا غلام رسول صاحب کے لئے دعا فرماویں۔ کیونکہ آپکی طبیعت علیل ہے خدا تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

الا لاح امر اللہ والمرء معلم
ومحمودک اللّٰھم عال ومکرم
وها هو موعود وللدور مصلح
وها هو معهود وطوس مطهم
وها هو محمود ومولاه حامد
وها هو مسعود ومولاه ارحم
له مهماه لامع ودواءه
كدرّ ملاح رائع ومواسم
مهاما ودهما مطواحد لامع
وها هو مسطور له الامر ملهم
وعلمه العلام اسرار علمه
له الصدر ام طمّ العلوم مطهم
ما عطاه للاعلاء علما وسوددا
واعلاه اكراما ومولاه اكرم
ولله در الدهر ادرا كرامة
اماما هماما دور مرعاه محكم
له طاطا الاحرار طوعا وسهم
له هرول الاعلام طوعا واسلموا
ولا حول للاعداء مع حرص صولهم
راوا حوله طولا وداء العرمرم
لئام راوه كاللئام للؤمهم
كرام لهم مراه لامر مكرم
واعداءه حساده واحاهم
لاهواءهم ما للكرام محرم
واصلاهم ساعورهم وسعارهم
وادداهم اموالهم ودداهم
واحلامهم طرا كاحلام هائم
وادواءهم لاواءهم وصواكم
واعطوا المراهم اولا لمطاعهم
ولما عصوا ردوا ولوموا واعدموا
ودار السلام لهم مطاح ومكره
ودار الطلاح لهم مراح مكرم
وامر الصلاح لهم طلاح وعكسه
لهم عكسه والله هاد واعلم
وعاد والرسول وآل احمد كلهم
لحوهم ومحمود الالهه والسموا
وهل ودعوا مصرا لاحمد مولدا
وحلوا محل الحور دعرا ودهدموا
وها مصر احمد مملاح مكارم
واعلام امر الله مصر موسم
ورحما كامّ الرحم عدلا رواءها
سطوع المسالك حوله والمراسم
وللرآء مصر محمد مصر احمدا
ومرا رسول الله احمد ادم
وسل مرامرا كمال محمد
ومحمود احمد للسرائر معلم
الاه العوالم ارسل الرسل كلهم
وعلمهم رحما هداه واكرموا
والهمهم علما لاصلاح عصرهم
وكل رسول ملهم ومعلم
ولا عدل اصلاحا وحكما لاحمدا
ولا مطمح محمود لاه والله احكم
سلام لاحمد سرمدا ودرها طه
ومحموده عردا مه ومساهم
لوامع الهام لها سرّ روحه
سواطع اعلام لها الروع معلم
ولله صمصام حسام دعاءه
لاعداءه هالا وداء معسم
حسام الدعاء له سطام وسطوه
لحول وطول كالكهام الصوارم
دعاء دواء الداء للدهر كله
دعاء لمكلوم الصواكم مرهم
ودواها للمرء روعه ووداده
لروح العوالم كله لا محرم
حماه لمراه العوالم كلهم
وساؤ الاودا للحاء معمم
ولله كل الملك والحمد كله
له كل امر عاملوه العوالم
هذا الكلام كسمط در مرصع
اسحر حلال ام طلسم مكرم

ذیل کے چند ابیات حضرت مسیح موعود کی وفات کے موقعہ پر دردمندانہ حالت میں بے ساختہ منہ سے نکلے۔ جو آج تک ہمارے کسی اخبار میں نہیں چھپے تھے۔

يهيج بذكر احمدنا البكاء
وضاق بنا بفرقته الفضاء
وذقنا من كؤوس الموت كاسا
ومتنا قبل ان نزل القضاء
وصار العيش مرا بعد هذا
بارتحال الحبيب المجتباء
سئلنا كيف عام الارتحال
فقلنا ذالك "مغفور" نداء

خاکسار غلام رسول راجیکی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل
اخبار

قادیان دار الامان مورخہ ۳- جولائی ۱۹۱۷ء

آغاز کردہ ام تو رسانی بانتہا

"الفضل" کی پانچویں جلد کا آغاز

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ الفضل اپنی عمر کا چوتھا سال پورا کر کے پانچویں میں قدم رکھتا ہے اس چہار سالہ مدت میں اس کو کن کن تنگ راستوں سے گزرنا پڑا۔ کن کن مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا اور باوجود ان تمام باتوں کے پھر بھی یہ کس طرح سرگرم عمل رہا۔ کس طرح قوم و ملت کی خدمت کرتا رہا کس طرح مخالفین حق و حکمت کے زہریلے اثرات کے دفعیہ میں ساعی اور کوشاں اور میدان ابلاغ حق میں اپنی ترکتاز دکھاتا رہا۔ انہیں سے ہر ایک بات ایک طویل داستان کا حکم رکھتی ہے کس کو اتنی فرصت ہے کہ سنائے اور سنے جب ہم ان تمام باتوں پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں ان تمام واقعات کی تہ میں صرف اس واحد یگانہ خدا کا ہاتھ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے جس کی تائید سے ہی سلسلہ حقہ احمدیہ قائم ہوا۔ اور اب بڑھے پھولے اور پھیلیگا ورنہ یہ زمانہ نہ صرف سیاسی طور پر ہی بد پرہیز اخبارات کے لئے فرشتۂ موت ثابت ہو رہا ہے بلکہ جنگ کے عالمگیر اثرات نے سیاسی قیود اور پابندیوں کے ماسوا سامان طباعت کے لحاظ سے بھی بلا استثنا اصرے تمام اخبارات ہند پر ایسا چرکا دیا اور ایسا گہرا زخم لگایا ہے جس سے بہت سے نوخیز اخبارات موت کی بھینٹ چڑھے اور بہت سے سسکنے لگے اور بہتوں کو اپنی عافیت اسی میں نظر آئی کہ اپنی بڑی بڑی ضخامتوں اور حجم کو مختصر کر دیں اور قیمتوں کو بڑھا دیں مجبوراً کاغذ اس قسم کے لگائے جانے لگے جو اس جنگ سے قبل کوئی ردی سے ردی اخبار بھی اپنی شان کے شایاں نہیں سمجھا کرتا تھا۔

ان باتوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ جلد چہارم کے آخری نمبر میں ان مشکلات کا ذکر کیا جا چکا ہے مگر ہم اس وقت یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ الفضل کے اجراء کا مقصد وحید صرف اعلاء کلمۃ الحق اور اشاعت و حفاظت احمدیت ہے۔ الفضل نے اپنی عمر کے پہلے ہی سال میں مذہبی۔ روحانی۔ تاریخی اور تحقیقی مضامین کے وہ وہ جواہر پارے اس سال کی یادگار چھوڑے ہیں کہ اہل بصیرت جب کبھی ان مضامین کو دیکھینگے قبولیت کے ہاتھوں لے کر عزت و عظمت ادب و عقیدت کی آنکھوں پر جگہ دینگے

وہ سال گزر گیا۔ گزر کہاں گیا ابھی اخیر پر ہی پہنچا تھا کہ فتنہ انگیزوں نے بندھی ہوئی مٹھی کو کھولا اور فتنہ و فساد کا ایک طوفان برپا کر دیا۔ احمدیت کے ساکن سمندر میں طغیانیاں پیدا کر دیں۔ سلسلہ کے آسمان پر اختلاف کے بادل گھر گھر کر گرجنے لگے وہ جو لیڈر بننے کی خواہش میں اپنے خواب و خور کو حرام کئے بیٹھے تھے سلسلہ کے دشمن ثابت ہوئے اور سلسلہ کی خصوصیات اور احمدیت کے امتیازات کو از سر تا پا مٹانے کے درپے ہو گئے۔ تو اس وقت خدا کا فضل خاص جس نے اس سخت ابتلا کے وقت میں حفاظت سلسلہ کے لئے کئی صورتیں اختیار کی ہوئی تھیں بڑھا اور "الفضل" کے سر پر سایہ افگن ہوا وہی الفضل جو اختلاف سے پہلے ایک علم و ادب روایت و درایت کا معلم ہو کر ہر ہفتہ مجلس درس قائم کیا کرتا تھا علم قلم ہاتھ میں لیکر گروہ غسان کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو گیا۔ وہ اس نازک وقت میں صفوف مخالفین پر کبھی حملہ کرتا نظر آنے لگا اور کبھی دشمن کے کھادانہ حملوں کا دفاعی رنگ میں جواب دیتا۔

خدا نے اس نازک وقت میں الفضل کی خدمت کو قبول کیا اور جماعت کے اکثر حصہ کو اسی کے ذریعہ فتنہ کی لپیٹ سے بچا لیا۔

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں الفضل کے اجراء کا مقصد وحید ابلاغ اور حفاظت دین قویم ہے۔ سال اول میں اس کام کو انجام دیا جس کا بیڑا اٹھایا۔ اور ابھی تک چونکہ فتنہ کی آگ کلیۃً فرو نہیں ہوئی اسلئے الفضل مجبور ہے کہ اپنے ان ہتھیاروں کو جو دشمن کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں کامیاب ثابت ہو چکے ہیں۔ نہ اتارے کیونکہ یہ اسکی غرض اجراء کی دوسری شق ہے۔

ہم سہ سالہ کام پر اور بھی کچھ لکھتے مگر الفضل کے مجلدات سامنے موجود ہیں۔ اور اس کے نتائج پیش نظر احباب ان کو اٹھائیں۔ اور اپنی قوت فیصلہ سے کام لیں۔

اس فتنہ کے زمانہ میں باوجودیکہ الفضل کو بہت مباحثہ کرنے پڑے مگر روحانی غذا کے بہم پہنچانے میں بھی پیش پیش نظر آتا رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات جس التزام سے الفضل شائع کر رہا ہے بجائے خود اس کا اتنا بڑا کام ہے کہ اگر یہ اور کچھ بھی نہ کرے تو بھی اس کی قدر و منزلت میں چار چاند لگجاتے ہیں۔

بہرحال اس مدت چہار سالہ میں جو کچھ الفضل نے کیا ہے وہ قوم کے سامنے ہے اسکے متعلق ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ ہاں ہم اب یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ الفضل اس سال میں کیا کریگا۔ سو اسکا حقیقی جواب تو یہی ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ہم نہیں جانتے کہ کیا واقعات پیش آئینگے۔ جن کے ماتحت الفضل کو چلنا پڑیگا اور کونسے ایسے واقعات ہونگے۔ جنکو الفضل اپنی آواز سے پیدا کرے گا۔ مگر تاہم اسقدر خدا کے فضل سے امید رکھتے ہیں کہ الفضل کے پیش نظر وہی طریق عمل ہے جو اسکی پیدائش کا مقصد اولین ہے۔

مگر ناظرین اور معاونین الفضل حضرات کے بھی کچھ فرائض ہیں۔ ان کو سالگذشتہ کی رپورٹ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ الفضل کی مالی حالت کیا ہے؟ اور اسکی وجوہات بھی بتائی ہیں کہ اگر مالی حالت کچھ اچھی رہی تو وہ اسلئے نہیں کہ اسکی قیمت میں کچھ زیادتی یا خریداران میں اضافہ ہوا ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ اخراجات میں بہت تخفیف کی گئی ہے۔ ورنہ وہ

اخبار جو اس قحط کے زمانہ میں ہفتہ میں دو بار شائع ہو۔ اور جہانتک ہوسکے اچھا کاغذ لگائے اور قیمت بھی مبلغ تین روپے سالانہ ہے مگر اس کی اشاعت ایک ہزار سے بھی بہت کم ہو تو احباب غور کرسکتے ہیں کہ ناظرین کے فرائض کتنے بڑھ جاتے ہیں۔ ہمنے عرض کیا ہے کہ الفضل احباب کے لئے روحانی غذا بہم پہنچانے میں سستی نہیں کریگا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی احباب کا بھی فرض ہے کہ وہ زمانہ اور اخبار دونکی حالت کو دیکھتے ہوئے فوراً توسیع اشاعت کی کوشش کریں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم الفضل کو دلچسپ اور مفید بنانے میں جتنا بھی ہم سے ہوسکے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور احباب کیلئے یہ فرض ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی الفضل کی طرف سے غافل نہ ہوں۔

ہم یہ ہرگز خیال نہیں کرسکتے کہ احباب نے احمدیہ کانفرنس (منعقدہ ماہ اپریل ۱۹۱۷ء) کی تجاویز منظور کردہ کو بھلا دیا ہوگا جہاں اور مسائل پیش ہوکر پاس ہوئے تھے وہاں یہ بھی ایک مسئلہ پاس ہوا تھا کہ تمام بیرونی جماعتوں میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کے خطبات جمعہ مندرجہ الفضل ہی پڑھکر سنائے جایا کریں۔

اس بات کا عمل میں آنا اسی وقت ممکن ہے کہ اول تو الفضل کی اشاعت زیادہ ہو۔ کیونکہ جبتک اسکی اشاعت کو وسیع نہ ہوگی یہ کیسے ممکن ہے کہ تمام مقامات پر الفضل کے ہی خطبات پڑھے جائیں۔ دوسرے خطبات کا جماعت کے ہاتھوں تک پہنچنا اسی صورت میں ممکن ہے کہ الفضل کا فنڈ مضبوط اور اشاعت زیادہ ہو۔ جو اپنے یوم اجرا سے ہر ایک خلیفہ وقت کے خطبات کو بالالتزام شائع کر رہا ہے۔

پس تمام سکرٹری اور تمام پریذیڈنٹ صاحبان کو اپنی اپنی جماعتوں میں زور سے تحریک کرنا چاہئے کہ الفضل کا مطالعہ کیسا ضروری اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی رائے میں قادیان کے کسی نہ کسی اخبار کا دیکھنا کتنا ضروری اور لازمی ہے۔ اخیر میں ہم اتنا عرض کرتے ہوئے دعا پر ختم کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے محدود اور ناقص علم پر بھروسہ نہیں نہ ہم اپنے بازوؤں میں یہ قوت پاتے ہیں کہ کچھ کام کرسکیں۔ اگر خداوند کریم کا فضل اور احسان شامل حال ہو۔ تو نالائق۔ لائق اور نکمے کام کے آدمی بنجایا کرتے ہیں۔

ہمیں اقرار ہے کہ ہم تو کچھ نہیں لیکن ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدائے قدیر کا دست قدرت ہمیں سب کچھ بنا سکتا ہے۔ پس ہماری اس قادر مطلق خدا کے ہی حضور دعا ہے کہ وہ الفضل کے اس سال کو بھی سنین سابق کی طرح نہیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ سلسلہ کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور اس سے دین و ملت کی خدمتیں بیش از بیش ظہور میں آئیں جو اپنے کامل اثرات کے باعث زندہ جاوید ہوں اور یہ سال الفضل کے لئے بھی برکت کا موجب ہو۔

خدایا ہم سب پر ہدایت کے راستے روشن۔ عرفان کے دروازے وا۔ ایمان و اتفاق سے سینہ معمور دماغ پُر نور ہوجائیں۔ خدایا ہم لوگوں کے لئے فتنہ کا نہیں ہدایت کا موجب بنیں۔ تیری صفات ربوبیت رحمانیت و رحیمیت سے امیدوار ہیں کہ تو ہمیں اپنے فضلوں کا وارث بنائے گا۔

امسال حاجی لوگ حج کا ارادہ ملتوی کردیں

مکرم ماسٹر عبد الرحیم صاحب بارادہ حج تشریف لیگئے تھے آپکو بمبئی تک پہنچکر معلوم ہوا کہ جہازات کی بہم رسانی باوجود منتظمین کی کوشش کے کسقدر ناممکن ہے ان مشکلات اور صعوبات پر بہر آمادانوں میں مشکل دیکھکر آپنے ارادہ حج کسی اور وقت پر اٹھا رکھا ہے پھر اسلئے آپکی طرف سے بغرض اطلاع احمدی احباب و دیگر عازمین حجاز موصول ہوئی جسے ہم درج اخبار کرتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ احباب ایک تجربہ کار کے تجربہ سے فائدہ اٹھانیکی کوشش کریں گے:

(اسسٹنٹ ایڈیٹر)

برادران! میں امسال حج کے ارادہ سے روانہ ہوا تھا مجھے راستہ میں حج کمیٹی کے اس اعلان کا کہ حاجی لوگ اس سال حج کا ارادہ ملتوی کردیں۔ علم ہوا مگر مینے غلطی سے اسکی پروا نہ کی اور بمبئی پہنچا یہاں آکر دیکھا (۱) جاوی اور عرب لوگ کئی کئی ماہ سے مسافرخانہ حجاج میں پڑے ہیں۔ مسافر تکلیف کے علاوہ اخراجات کا اس قدر بوجھ اٹھا رہے ہیں۔ کہ ان میں سے بہتوں کو کرایہ نہ رہنے کے باعث واپس ہونا پڑیگا (۲) جہازوں کی قلت کا یہ حال ہے کہ کوئی کمپنی حاجیوں کے لئے جہاز دینے کو تیار نہیں۔ پہلے خبر تھی کہ ۲۵۔ مئی کو جہاز جائے گا پھر ۱۵۔ جون کو اور پھر جون کے اخیر اور شروع جولائی میں اور یہ کہ اگست میں کوئی جہاز شاید جائے۔

(۳) عالیجناب مولوی عبد اللہ صاحب محافظ حجاج اور مسلمانوں کے مخصوص طور پر ہی خواہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب پورٹ بمبئی جہازوں کی قلت کی وجہ سے باوجود کوشش کوئی انتظام نہیں کرسکتے جسکا ان کو سخت افسوس ہے۔

ان حالات کو دیکھکر اور صرف کثیر و تکلیف برداشت کرنے کے بعد مینے فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ (۱) فریضہ حج مشروط بہ شرائط ہے اور حجاز میں گرانی اجناس جہازوں کی قلت ہے نیز مدینہ منورہ جانا بھی بظاہر دشمن کے باعث محال ہے۔

(۲) گورنمنٹ عالیہ کی ہر ممکن امداد سب مسلمانوں پر لازم ہے اور یہ فرض ایسا ہے کہ حالات پیش آمدہ کے ماتحت اس کی ادائیگی شرائط کی قیود سے بری ہے۔

(۳) محض یہ کہکر کہ خدا سامان کردیگا نہ صرف اپنے تئیں مشکلات میں ڈالنا ہے بلکہ سرکار کی مشکلات میں بھی اضافہ کرنا ہے اور حکام کو عمداً تکلیف دینا ہے۔

لہذا اس سال حج کا ارادہ ملتوی کردوں اور واپس وطن ہو جاؤں مینے تمام حالات کو مدنظر رکھکر اس سال حج کا ارادہ ملتوی کردیا ہے اور یہ چند سطریں اخبارات کو اس غرض کے لئے بھیجی ہیں کہ لوگ میرے تجربہ سے فائدہ اٹھائیں اور جو لوگ حج کا ارادہ کرچکے ہوں وہ ملتوی کردیں۔ بمبئی میں پہنچنے والے ہندوستانی قریباً سب کے سب واپس ہو رہے ہیں اور یقیناً ہر شخص جو اس سال ارادہ حج کریگا۔ وہ تکلیف اٹھائے گا وما علینا الا البلاغ

(خاکسار عبد الرحیم)

مولوی محمد احسن صاحب کے خط پر ایک نظر

(از جناب مولوی بہاؤالدین خانصاحب احمدی حیدر آباد دکن)

آنچہ داداست ہر نبی را جام ۔ داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ۔ من بعرفاں نہ کمترم زکسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ۔ ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(مسیح موعود علیہ السلام)

مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا ایک خط بنام مولٰنا مولوی غلام اکبر خان صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۸ - اپریل دربارۂ نبوت حضرت مسیح موعود میری نظر سے گزرا۔ جس سے مجھکو نہایت ہی تعجب ہوا کہ مولوی صاحب کی حالت ہتک نبوت مسیح موعود میں کہانتک پہنچی ہوئی ہے اگرچہ مولوی صاحب نے چار الفاظ مجازی نبی - ظلی نبی - بروزی نبی - جزئی نبی کو لے کر بحث کی ہے۔ لیکن زیادہ زور مجاز پر ہی دیا ہے۔ اور ظل و جزو کو مجاز کے ماتحت اور بروز کی شرح و بسط کا عند الطلب وعدہ کیا ہے اور ان الفاظ پر بحث کر کے بے سود یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت اقدس نبی نہ تھے پہلے مولوی صاحب نے بحوالہ کتب علم بیان حقیقت کی تعریف دلالۃ اللفظ علی تمام ما وضع لہ بیان فرما کر یہ بتانا چاہا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نیا ہو۔ یا پرانا لفظ نبی کے تمام موضوع لہ کا ماصدق علیہ نہیں آسکتا اور بعد میں انہی کتب کے حوالہ سے مجاز کی تعریف دلالۃ اللفظ علی جزء ما وضع لہ کدلالۃ الانسان علی الحیوان او الناطق او علی لازمہ الخارج عنہ کدلالۃ الانسان علی الضاحک بیان فرما کر اس امر کا ثبوت دیا ہے کہ نبی کریم کے بعد اگر کوئی نبوت باقی ہے تو وہ جزئی نبوت ہے۔ مجھے مولوی صاحب پر نہایت ہی افسوس آتا ہے کہ انہوں نے تعریفات کے بیان کرنے سے آخر کون سی بات اپنے مفید مطلب نکالی ہے کیا ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے واللہ ہمارا عقیدہ ایسا ہی ہے چونکہ باصطلاح حضرت اقدس حقیقی نبی کا تمام موضوع لہ نبی شریعت ہے۔ اسلئے ہم بھی بعد نبی کریم کسی ایسے نبی کی آمد کے قائل نہیں جو کہ حقیقی نبی کے تمام موضوع لہ کا ماصدق علیہ ہو۔ بلکہ مجازی نبی کے قائل ہیں۔ جس کی دلالت جزء معنی موضوع لہ یعنی نبی پر ہے۔ پس جناب کا بڑی بڑی کتابوں کے حوالہ دے کر اسی نقطہ پر پہنچنا جس پر ہم پہلے سے تھے سراسر بے سود ہے ٭

حقیقی اور مجازی نبی کی بحث کے متعلق جب میں نے غور کیا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم مجازی نبی بمعنے نبی اور پیغامی مولوی صاحب مجازی نبی بمعنے مجدد اور مومن سمجھتے ہیں تو یہ معلوم ہوا کہ ہم مجازی نبی بمعنی نبی حقیقت و مجاز اصطلاح خاص کے تقابل کو مد نظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں اور یہی صحیح اور درست ہے کیونکہ مجاز اسی حقیقت کا جزو ہوتا ہے کہ جس اصطلاح میں یہ ہر دو حقیقت و مجاز کہلاتے ہیں نہ دوسری اصطلاح کی حقیقت کا مثلاً صلوٰۃ بمعنے ارکان مخصوصہ حقیقت شرعی ہے اور بمعنی دعا مجاز شرعی اور یہ مجاز اسمیں شک نہیں کہ حقیقت شرعی کا جزو ہے نہ حقیقت لغوی کا بلکہ عین حقیقت لغوی ہے اسی طرح مجازی نبی حقیقی نبی کا جزو ہے نہ حقیقت لغوی کا بلکہ عین حقیقت لغوی ہے اور پیغامی مجازی نبی کو حقیقت لغوی کا جزو سمجھے ہوئے ہیں اسی وجہ سے وہ مجازی نبی بمعنی مجدد یا مومن سمجھے ہوئے ہیں۔ جو سراسر خلاف قاعدہ ہے۔ فتدبروا ولا تکن من الغافلین ٭

نیز مولوی صاحب کا مبشرات (رویا ر صالحہ) والی حدیث کو لیکر حضرت اقدس کو مجازی یا جزئی نبی بمعنے مجدد یا مومن سمجھنا سراسر جہالت ہے۔ بیشک جبتک کہ حضرت صاحب میں صرف یہی ایک جزو متحقق تھا۔ آپ مجدد یا مومن تھے جیسا کہ اور انبیاء بھی اس ابتدائی مقام پر مجدد یا مومن تھے لیکن باوجود ان تمام اجزاء نبوت کے حاصل ہونے کے بھی جو نبی کے لئے بطور شرط کے ہیں نبی نہ کہنا حماقت ہے مثلاً زمانہ طالب علمی میں جب تک کہ آپنے مولویت کا پورا کورس ختم نہ کیا ہوگا آپکو مجازی مولوی یا طالب علم کہنا بجا تھا۔ لیکن مولویت کے کورس کے ختم ہونے کے بعد بھی آپ کو مولوی نہ کہنا آپ کے حق میں سراسر نا انصافی ہے لیکن شاید مجاز پر آپ زیادہ زور دے رہے ہیں اسلئے اب بھی مولوی نہ کہلانے پر مصر ہوں تو عجب نہیں ٭

مجازی نبی کے معنی حل کرنیکا ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ کہ پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس حقیقت اور مجاز کا استعمال حضرت صاحب نے اپنے کلام میں کیا ہے۔ آیا وہ علم بیان کے اصطلاحی الفاظ ہیں یا خود حضرت صاحب کے اپنے اصطلاحی الفاظ۔ اسکے لئے ایک آسان طریقہ ہے کہ ہم پہلے حقیقت و مجاز کے اقسام دیکھیں اور پھر یہ دیکھیں۔ کہ آیا اس کے کسی قسم کے تحت میں حضرت صاحب پر لفظ نبی کا اطلاق حقیقتاً و مجازاً ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

سو جاننا چاہیئے کہ حقیقت و مجاز مفرد کے چار اقسام ہیں ۱۔ حقیقت و مجاز لغوی ۲۔ حقیقت و مجاز شرعی ۳۔ حقیقت و مجاز عرفی خاص ۴۔ حقیقت و مجاز عرفی عام۔ لفظ نبی لغوی معنے کے رو سے جیسا کہ دوسرے انبیاء پر صادق آسکتا ہے اسی طرح مسیح موعود پر بھی صادق آسکتا ہے پس نہ حقیقت لغوی ہے اور نہ مجاز لغوی اسی طرح شرع کے رو سے لفظ نبی کا استعمال جیسا کہ اور انبیاء پر ہوا۔ اسی طرح مسیح موعود پر بھی ہوا ہے۔ پس از روئے شرع بھی یہ حقیقت ہے نہ مجاز اور نیز عرف خاص اور عرف عام میں لفظ نبی کا اطلاق جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا ہے۔ اسی طرح آنے والے مسیح موعود پر بھی ہوا ہے۔ پس عرف خاص اور عرف عام کے رو سے بھی یہ لفظ نہ حقیقت ہے اور نہ مجاز۔ ان تمام صورتوں میں لفظ نبی کے حقیقت اور مجاز نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لفظ قبل از استعمال نہ حقیقت ہے اور نہ مجاز جیسا کہ علم بیان میں ثابت ہے پس جبکہ حقیقی و مجازی نبی کے الفاظ اقسام متذکرہ صدر علم بیان کے تحت میں آ ہی نہیں سکتے تو پھر ان کو علم بیان کے رو سے حل کرنا سراسر جہالت ہے۔ بلکہ ان کو حضرت صاحب کی ہی اصطلاح سے

حل کرنا چاہیئے اور کسی کو یہ اعتراض کرنے کا حق نہیں کہ حضرت صاحب نے کیوں حقیقت و مجاز مصطلحات علم بیان کو اپنے اصطلاحی معنی میں استعمال کیا کیونکہ یہ اعتراض بعینہٖ ایسا ہے جیسا کہ کوئی نحوی کلمہ بمعنی فعل استعمال کرتا ہے۔ حالانکہ اس نحوی کا اس طرح اعتراض کرنا سراسر بیہودگی ہوگی اسلئے کہ قضیہ مسلمہ ہے۔ لکل ان یصطلح ولا مشاحۃ فی الاصطلاح۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت صاحب کی اصطلاح کیا ہے اور کن مفاہیم کے ادا کرنے کے لئے حضرت صاحب نے ان الفاظ کا استعمال کیا ہے پس آپکی اصطلاحات کا جہاں تک کوئی مفہوم سمجھا جا سکتا ہے وہ صرف یہی ہے کہ آپ حقیقی نبی کی اصطلاح سے تشریع یا مستقل نبی اور مجازی نبی کی اصطلاح سے غیر مشرع یا غیر مستقل نبی کے مفہوم کو ادا فرماتے ہیں۔ چنانچہ اس کے متعلق ایک حوالہ درج ذیل کیا جاتا ہے جس سے امر متذکرہ صدر پر روشنی پڑتی ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول ہوں اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ ان معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

مولویصاحب کا حدیث ان السلطان ظل اللہ فی الارض یاوی الیہ کل مظلوم من عبادہ سے ظلی نبی کے مفہوم پر روشنی ڈالنا سراسر نادانی ہے بھلا جبکہ حدیث رسول اللہ میں ظل کی تشریح یاوی مظلومان موجود ہے تو پھر کسی کا کیا حق ہے کہ وہ تمام بادشاہوں کو معبود حقیقی سمجھنے لگے لیکن ظلی نبی کا مفہوم جبکہ حضرت اقدس کی اصطلاح میں نبی متبع ہے۔ تو پھر کسی کا کیا حق ہے؟ کہ وہ آپ کو صرف معمولی مومن سمجھے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اکثر غیر مبائع اور مولوی صاحب لفظ ظل پر جب کبھی بحث کرتے ہیں تو اسکو سایہ کے معنے میں لیکر وہ گڑبڑ مچاتے ہیں۔ کہ الامان! جس کے بیان سے ایک مومن کانپ اٹھتا ہے۔ ظل باصطلاح حضرت اقدس صرف متبع کا مترادف ہے لیکن یہ حضرات ہیں۔ کہ کہیں کسی چیز کا سایہ اور کہیں کسی چیز کا سایہ کہکر حضرت اقدس کی سخت توہین کرتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ یہ حضرات حضرت اقدس کے پاس آپ کو صرف سایہ سمجھکر جمع ہوگئے تھے۔ پس جب تک سایہ رہا یہ بھی رہے۔ اور جب سایہ جاتا رہا تو یہ بھی چلتے بنے اور چونکہ ان کی احمدیت بھی سایہ ہی تھی اسلئے وہ بھی سیم وزر کی دھوپ میں کافور ہونے لگے۔ پھر مولوی صاحب نے ظلی نبی کی بحث میں شعر؎ رق الزجاج ورقت الخمر آہ کے معنے بیان کرنے میں بھی کمال کیا ہے مولویت بھی عجب شے ہے۔ کہ شاعر کے خیال میں بھی تغیر پیدا کر دیتی ہے بیچارہ شاعر تو لطف و سرور کی حالت میں شراب اور پیالہ کو ایک ہی سمجھتا ہے لیکن مولوی صاحب وہاں بھی اپنی مولویت دکھائے بغیر نہیں رہتے اور حقیقت و مجاز کی خشک اور بے سروپا باتیں بناکر موئے دماغ بنتے ہیں۔ شاعر کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ شراب اور قدح رقت میں اس درجہ اور ایک دوسرے کے اس طرح ہمشکل ہوگئے ہیں۔ کہ باہم تمیز مشکل ہے یعنی صرف قدح یا خمر کہہ سکتے ہیں دو نہیں کہہ سکتے لیکن مولوی صاحب ہیں کہ حقیقت و مجاز کے آلات کیمسٹری کے ذریعہ دوئی معلوم کر رہے ہیں حقیقۃ الامر یہ ہے کہ اس شعر میں تشابہ ہے نہ تشبیہ جیسا کہ مولویصاحب سمجھ رہے ہیں اور تشابہ کا قاعدہ ہے۔ کہ اسمیں مشبہ بہ کو مشبہ اور مشبہ کو مشبہ بہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ حدائق البلاغۃ صفحہ ۲۴

وپوشیدہ نماند کہ تشبیہ در جائے متحقق شود
کہ مشبہ بہ در وجہ شبہ کامل تر و قوی تر از مشبہ
باشد اما در جائیکہ ہر دو مساوی باشند
از اتشابہ باید گفت نہ تشبیہ در تشابہ عکس
صحیح می آید یعنی مشبہ را مشبہ بہ میتوان کرد چنانچہ
دریں دو بیت؎

رق الزجاج ورقت الخمر
فتشابھا وتشاکل الامر الخ

نیز ملاحظہ ہو تلخیص المفتاح صفحہ ۵۴ فان ارید الجمع بین شیئین فی امر فالاحسن ترک التشبیہ الی الحکم بالتشابہ احترازا من ترجیح احد المتساویین؎

تشابہ دمعی اذ جری ومدامتی
فمن مثل ما فی الکاس عینی تسکب
فواللہ ما ادری ابالخمر اسبلت
جفونی ام من عبرتی کنت اشرب

اور حاشیہ پر شعر؎

رق الزجاج ورقت الخمر الخ

ملاحظہ ہو پس اس شعر کے صحیح مطلب نے من فرق بینی وبین المصطفیٰ کے مطلب کو بھی نہایت عمدہ پیرایہ میں حل کر دیا یعنی محمد اور احمد میں تفریق اور تمیز مشکل ہے لیکن مولویصاحب ہر دو میں تفریق اور تمیز پیدا کرکے آج حضرت اقدس کے فقرہ فما عرفنی وما رای کے مصداق ہو رہے ہیں۔

جزئی نبی کی بحث میں مولویصاحب فرماتے ہیں کہ:۔ "عقل ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ کسی چیز کے جزو کو کل کہا جائے کجا جزو کجا کل" اس بیان سے معلوم ہوا کہ مسلمہ مسئلہ علم بیان کالعین فی الربیئۃ بھی غلط ہے۔ اور شائد اسی طرح مولویصاحب کل کو جزو کہنے کے مسئلہ کو بھی غلط بلکہ اغلط سمجھیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے یجعلون اصابعھم فی اذانھم پسچ ہے؎

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

ہمارے جواب سوال اول پر نظر اور اسکی تنقید

(از مولوی غلام رسول صاحب راجیکی)

مولوی محمد علی صاحب کے پانچ سوالوں کا جواب جو الفضل کے نمبر ۹۱ و ۹۳ جلد ۴ میں شایع ہو چکا ہے۔ اس پر مولوی صاحب موصوف کی طرف سے پیام کے بدلگام ایڈیٹر نے اپنے مصنوعی امیر کی خوشامد کی غرض سے محض تحکم اور جہالت کی رو سے کچھ لکھنے کی بے جا کوشش کی ہے۔ جسے دیکھ کر ایک ناقد البصر کو راقم مضمون پر افسوس آتا ہے کہ ایڈیٹری کی ذمہ واری میں پبلک کا امین ہو کر روز روشن میں یہ خیانت اور بددیانتی کہ گویا مصرعہ ذیل یعنی ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اسی کے لئے وضع کیا گیا ٭

ہمارے جوابات کو لاجواب پا کر اس نے جواب میں یہ تیرہ نام رضیہ اختیار کر رکھا ہے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کے مطابق عبارت کو ماقبل و مابعد سے کاٹ کر مفید مطلب پیرایہ میں پیش کر دیتا ہے۔ اور جہاں کہیں اضافہ سے کام چلتا ہو۔ اپنی طرف سے کچھ عبارت زیادہ کر لینے کی جرأت بھی کر لیتا ہے۔ اور پبلک کے سامنے بات کو ایسے طور سے پیش کرتا ہے۔ جو محض دہوکا اور مغالطہ دہی ہوتی ہے۔ دوسرے چونکہ یہ شخص قواعد علم سے محض ناآشنا ہے۔ اس لئے لاعلمی کی وجہ سے اردو عبارت کو بھی صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتا۔ اور چونکہ دنی الطبع ہے۔ اس لئے تنگ ظرفی کی وجہ سے جلد تر جوش میں آکر منہ میں جھاگ لاتا ہوا دریدہ دہنی میں روافض اور خوارج کے بھی کان کاٹتا ہے۔ اور نہیں سمجھتا کہ کہتا کیا ہے اور کہنا کیا چاہیئے۔ بعض احباب کے جو حقیقت حال سے ناآشنا ہیں۔ ممکن ہے کہ انہیں ہماری اس تحقیق میں کچھ کلام ہو اس لئے ثبوت کے لئے اس شخص کے وساوس کا کچھ نمونہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ تا انہیں معلوم ہو جائے کہ پیام کے کمشنات میں کیسی کیسی نیک روحیں سکونت پذیر ہیں۔ جن کا شیوہ نامرضیہ بجز اسکے نہیں کہ وہ اس پرانے کیڑے کی طرح ابن آدم کی ایڑی کے ڈسنے کی فکر میں ہیں۔ جنہیں سے ایک پیام کا بدلگام ایڈیٹر ہے۔ جس کی شرارت۔ خیانت اور جہالت کے بعض نمونے ذیل میں ملاحظہ فرمایئے :-

اس نے میرے پہلے جواب پر قلم اٹھاتے ہی میری نسبت یہ لکھا ہے کہ "پہلے تو ان کو مسلمان یعنے دائرہ اسلام کے اندر مانا ہے" یہ عالمانہ استنباط اور استدلال جس میری اردو عبارت سے کیا ہے۔ وہ یہ ہے :-

"ایسے کلمہ گو کہ جن کو حضرت مسیح موعود کی اطلاع نہیں پہونچی۔ وہ اس لحاظ سے کہ اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں۔ انہیں مسلمان ہی کہا جائیگا۔ جیسا کہ اس شخص کو کہ جس کا نام محمد فاضل یا نیک عالم ہے خواہ وہ جاہل اور بیدین ہو۔ بلحاظ اسم کے اسے محمد فاضل اور نیک عالم ہی کہینگے"

کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حقیقت شرعیہ کے رو سے انہیں دائرہ اسلام کے اندر مانا گیا ہے یا یہ کہ انکے مسلمان کہلانے کی وجہ سے انہیں ایسا کہا گیا۔ آگے لکھتا ہے۔ "اسکے جواب میں یہ کہنا کہ وہ اپنے موجودہ اسلام کے رو سے مسلمان ہی کہلائینگے" اس نقل بالفاظ سے جس تقوے اور دیانت کا نمونہ پیش کیا ہے۔ اس کو میری ذیل کی عبارت سے مقابلہ کرنے سے ملاحظہ فرمایئے "یہ جو وہ اس لحاظ سے کہ اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں۔ انہیں مسلمان ہی کہا جائیگا" اب اس عبارت کو بھی پڑھئے۔ اور اس متدین اور راستباز ایڈیٹر کے ان الفاظ کو بھی ملاحظہ فرمایئے جو اس نے نقل کرتے ہوئے تقوی شعاری سے میری طرف منسوب کئے۔ اس سے کوئی پوچھے کہ کیا یہی صداقتیں ہیں۔ جن کو پبلک کے سامنے پیش کرنا تمہارا مایہ ناز فرض منصبی ہے۔ کاش! تمہارے دلوں میں اس قادر ذوالجلال اور منتقم ہستی اور اسکے زہرہ گداز اور ہولناک یوم فصل کا کبھی تصور دل میں آیا ہوتا۔ اس اوپر کے فقرہ کے ساتھ جو غلط طور پر نقل کیا ہے۔ عبارت ذیل یعنی "لہذا ساتھ ہی اس کے ایک قسم کے منکر بھی عجیب معمہ ہے" لکھ کر بناء فاسد علی الفاسد کا اپنی جہالت کی وجہ سے کیا عجیب نمونہ دکھایا ہے۔ اس عقلمند سے کوئی پوچھے کہ غیر احمدی جو اپنے تئیں مسلمان کہلاتے ہیں۔ کیا وہ حضرت مسیح موعود کے منکر نہیں۔ اگر ہیں اور بلاریب ہیں۔ اور تمہیں بھی مسلم ہے۔ تو اب یہ سیدھی بات جو بالکل مصدقہ واقعات سے اور قبیل مشاہدات ہے۔ یہ معمہ کیونکر ہوئی۔ اور اس پر تعجب کیسا اگر ایسی صاف اور سیدھی بات جو کسی غیر زبان کے پردہ میں نہیں۔ بلکہ سلیس اردو عبارت میں ہے۔ وہ بھی ان عیان علم کے نزدیک معمہ اور الغاز ہے۔ تو خدا جانے معمہ اور کلام ملغز ان کے نزدیک کس قسم کا گورکھ دھندا شمار ہو گا۔

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

آگے سنئے کیا کہتا ہے :-

"یہود و نصاریٰ کے معاملہ میں تو یہ امر مسلمہ تھا کہ ایک موعود نبی کی بعثت کے وقت واقف اور ناواقف ایک ہی فتوے کے نیچے آگئے۔ مگر یہاں تو خود مدعی جو فرماتا ہے"

اسکے جواب میں سنئے۔ اگر آنحضرتؐ موعود نبی تھے۔ تو کیا حضرت مسیح موعود موعود نبی نہیں۔ اور اگر آنحضرتؐ کے وقت کے یہود و نصاریٰ خواہ وہ واقف اور ناواقف تھے۔ ایک ایک فتوے کے نیچے آگئے۔ تو کیا مسیح موعود کے مخالف اور آپکے وقت کے یہود و نصاریٰ جو آپ کے الہام " ولن ترضی عنک الیہود ولا النصاریٰ حتی تتبع ملتہم " کے رو سے ثابت شدہ اور آپکی ملت اور مذہب کے مغایر ملت اور مذہب رکھنے والے ہیں جیسا کہ حتی تتبع ملتہم کے فقرہ سے ظاہر ہے کیوں وہ آنحضرتؐ کے وقت کے یہود و نصاریٰ کی طرح اس فتوے کے نیچے نہ آئیں۔ جن کے نیچے وہ پہلے یہود و نصاریٰ آگئے۔ افسوس کہ فتوے کی تصریح نہیں کی لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ فتوی سے فتوی کفر ہی مراد ہے۔ پس جبکہ آنحضرتؐ نے حدیث لتتبعن سنن من کان قبلکم سے واضح فرما دیا کہ مثیل یہود پہلے یہود سے کسی طرح سے بھی کم نہیں ہوں گے۔ اور مماثلت میں بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ تک پورے اترینگے تو اب یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مسیح موسوی کے منکر تو اہل کتاب ہو کر کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھے جائیں۔ لیکن مسیح محمدی جو مسیح موسوی سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر اور افضل ہے۔ اس کے منکر منکر بھی ہوں۔ اور ساتھ ہی مسلم اور مؤمن بھی۔ ان ھذا الشئ عجاب۔ وتلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔ اور حضرت مسیح موعود کی ان ابتدائی عبارتوں کو نقل کر کے مخلوق خدا کو مغالطہ دینا کہ مسیح موعود نے

فرمایا ہے کہ "میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔ جب تک کہ وہ میری تکفیر اور تکذیب کرکے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا لیوے" اس عبارت سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) یہ کہ حضرت مسیح موعود کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتے (۲) یہ کہ آپ کی تکفیر اور تکذیب کلمہ گو کو بھی کافر بنا دیتی ہے (۳) یہ کہ کلمہ گو بھی آپ کے نزدیک آپ کی تکفیر اور تکذیب کے بعد کافر اور کافر نام رکھے جانے کا مستحق ہے۔

اب یہ بالکل درست ہے۔ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ کوئی کلمہ گو اپنے کلمہ گو ہونے کی وجہ سے کافر نہیں بلکہ کلمہ گو کے کافر ہونے کے وجوہ اور ہیں جو حضرت مسیح موعود کے نزدیک آپکی تکفیر اور تکذیب ہے۔ جس سے ایک کلمہ گو باوجود کلمہ گو ہونے کے کافر ہونے سے بچ نہیں سکتا۔ لیکن بتاؤ کہ یہ عبارت کس فریق کی موید ہے۔ ہماری یا ہمارے مخالفوں کی۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ اس عبارت کے علاوہ جب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ پر عبدالحکیم کے متعلق سوال اٹھائے جانے پر حضرت مسیح موعود جواباً خود یہ تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے" تو اب اس عبارت کے بعد بھی آپ کے مکفروں کو کافر اور آپ کے منکروں کو مسلمان قرار دینا کس علم اور عقل اور تقویٰ اور دیانت کا نتیجہ ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے۔ کہ اس شخص نے دجل اور شرارت کرتے ہوئے میری نسبت لکھا ہے کہ "جس دجل سے کام لیا ہے۔ اس پر رہ کر افسوس آتا ہے" اب وہ میرا دجل بھی ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح سے اور کہاں سے ثابت کیا ہے۔ لکھتا ہے۔ "اس کے برخلاف ان الفاظ کو نقل کر دیا ہے۔ جو ان لوگوں کے متعلق حضرت صاحب نے لکھے ہیں۔ جن کو آنحضرت کے بارہ میں اتمام حجت نہیں ہوئی" آگے وہ حضرت صاحب کی عبارت جو اس کے اپنے مفید مطلب ہے۔ نقل کرتا ہے اور نقل الفاظ جو شروع کیا ہے۔ تو اس عبارت سے کہ "جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا" اور پھر "قابل مواخذہ نہیں ہو گا" تک نقل کیا ہے۔ اور اس کو صرف آنحضرت کے لئے مخصوص کیا ہے۔ اور میرا اس عبارت میں مسیح موعود کو بھی شریک ٹھہرانا وہ امر ہے جسے پیام کے جاہل اور بدلگام ایڈیٹر نے دجل اور قابل افسوس امر قرار دیا ہے۔ اب ناظرین پیام نے اس دیانت اور امانت اور تقوے کے بدترین دشمن کے ان الفاظ کو پڑھ کر ممکن ہو کہ لاعلمی اور عدم واقفیت کی وجہ سے ابیات کو باور کرتے ہوئے اس کی تصدیق کی ہو۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس مغالطہ دہ اور بدلگام کی بدعنوانیوں اور دجلوں سے کسی قدر پردہ اٹھا کر اصل حقیقت کو دکھایا جائے۔ تا پبلک پر اس امین قوم کی دیانت اور امانت کی کچھ اصلیت کا انکشاف ہو جائے۔ اور تا لوگوں کو معلوم ہو کہ ان کا اخبار نویس امین کس دیانت کا انسان ہے۔ سو واضح ہو کہ عبارت منقولہ کہ جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ اور جسے پیام کے راست باز اور متدین ایڈیٹر نے ذکر کرتے ہوئے مجھے دجل کا الزام دیا اس عبارت کے پہلے چند فقروں کو نقل کرتا ہوں تا معلوم ہو جائے۔ کہ دجل اور شرارت میری طرف سے ہے۔ یا پیام کے ایڈیٹر کی طرف سے۔ سو ذیل کے فقرات کو پڑھیں۔ جو حضرت مسیح موعود نے صفحہ ۱۷۹ و صفحہ ۱۸۰ پر تحریر فرمائی ہیں۔ "ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اسلئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے۔ اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔ اور کفر دو قسم پر ہے۔ (اول) یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا ۔۔ ۔۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں ۔۔ ۔۔ اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہو گا" اب دوستو غور کرکے پڑھو کہ اس فقرہ کے بعد وہ عبارت شروع ہوتی ہے۔ جو پیام کے ایڈیٹر نے ۱۰ جون کے پرچہ میں صفحہ ۲ پر نقل کی ہے۔ یعنی یہ کہ جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا ہے۔ اب اے مجسم جہالت بول اور خدا سے ڈر کر سچ بول کہ اس عبارت میں مسیح موعود بھی شریک ہیں یا یہ صرف آنحضرت کے لئے ہے۔ اگر سیاق سباق کلام سے حضرت مسیح موعود کے منکروں پر بھی یہ عبارت چسپاں ہوتی ہے۔ تو اب بتلا اور خدا کے لئے سچ بتا۔ کہ یہ شرارت اور دجل تیری طرف سے ثابت ہے یا میری طرف سے۔

انصاف! انصاف!! انصاف!!!

ایک ٹریکٹ

ہمارے مخلص اور پرجوش بھائی بابو محمد صدیق صاحب احمدی۔ میرٹھی مفید مضامین کو اپنے خرچ سے بطور ٹریکٹ چھپوا کر مفت تقسیم کرنے کی وجہ سے خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اور ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ان کے اس امتیاز کو ان کی دین و دنیا کی کامیابی کا موجب بنائے حال میں انہوں نے جناب مولوی عبدالحلیم صاحب احمدی سونگڑہ ضلع کٹک کے ایک مضمون کو جو "ایک معقول سوال کا مدلل جواب" کے عنوان سے رسالہ تشحیذ الاذہان میں شایع ہو چکا ہے ۲۶ × ۲۰ کے بیس صفحات پر چھپوا کر شایع کیا ہے۔ جس کا سمجھدار لوگوں میں تقسیم کرنا انشاء اللہ بہت مفید اور بابرکت ہو گا۔ احباب صرف محصول ڈاک کے ٹکٹ بھیجکر مندرجہ ذیل پتہ سے ٹریکٹ مذکور منگوالیں
بابو محمد صدیق صاحب احمدی متصل عقب اسٹیشن کیمپ میرٹھ

اشتہار

المنح المدنیۃ

یہ کتاب حضرت شیخ محمد الباقی انصاری لکھنوی نزیل مدینہ طیبہ کی لکھی ہوئی اور خاص مطبع علمیہ مدینہ منورہ کی چھپی ہوئی ہے جسمیں نہایت قوی دلائل اور بزرگان دین کے اقوال شریفہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ہر وہ باطن جو ظاہر شریعت کے خلاف ہو۔ باطل ہے۔ اور خلاف ورزی حکم رسول (صلعم) کرنیوالے کے لیے تمام راستہ مسدود ہیں۔ آجکل جو صدہا آدمی جبے پہنے اور بال بڑھائے لوگوں کو مرید کرتے پھرتے ہیں۔ ان کے اعمال کے محاسبہ کے لئے یہ ایک نہایت بے خطا اور سہل العمل آلہ ہے۔ یہ کتاب جناب والا نواب حاجی محمد اسحٰق خان صاحب کے صرف خاص سے طبع ہوئی ہے۔ اور ممدوح کی جانب سے بلاقیمت شایع کیجاتی ہے۔ حضرات صوفیا، عربی مدارس کے اساتذہ اور منتہی طلبا اور دیگر باذوق اصحاب جو اس کتاب سے فائدہ اٹھانا چاہیں